طاقتی وانتھت مقابلتی فی عشر الاخیر من المحرم سنہ ۹۱۷ ثم قابلتہ مرۃ اخری۔

جیسا لکھا ہوا تھا۔ اپنی استطاعت کی حد تک میں نے ٹھیک اسی کے مطابق لکھنے کی کوشش کی ہے (یونینی کے نسخہ) سے مقابلہ کا کام محرم ۹۱۷ھ کے آخری عشرہ میں پورا ہوا۔ میں نے دوبارہ پھر اسی نسخہ سے اپنی شرح کے متن کا مقابلہ کیا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ قسطلانی کی شرح اپنے متن کے مقابلہ کی اسی خصوصیت کی وجہ سے بہت اہمیت رکھتی ہے ہندوستان میں پہلی دفعہ صحیح البخاری کی طبع کا انتظام حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری نے جب فرمایا تو کہا جاتا ہے کہ ان کے پیش نظر بھی منجملہ دوسرے نسخوں کے قسطلانی کا بھی یہ مصححہ نسخہ تھا کہتے ہیں کہ قسطلانی کی اتباع میں مولانا احمد علی نے بھی نہ صرف عبارت اور الفاظ کا مقابلہ اصل نسخہ سے کیا تھا بلکہ ایک ایک حرف مثلاً حدثنا کا مقابلہ یوں کیا جاتا تھا ح د ث ن ا ایک ایک حرف کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

مضمون کو ختم کرتے ہوئے اجمالاً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ بخاری کی مشہور (۵۳) شرحیں ہیں اور (۴۲) مستخرجات ہیں جن میں سب سے زیادہ الاسماعیلی کا مستخرج مشہور ہے۔ اسی طرح بخاری کے (۱۹) نسخے مشہور ہیں جن میں ایک محدثہ خاتون کریمہ بنت احمد کا بھی ہے اسی طرح تین حنفی علماء کے بھی مستقل نسخے بخاری کے ہیں۔ جن میں ابراہیم ابن معقل النفسی الحنفی بخاری کے براہ راست شاگرد ہیں اور دوسرا نسخہ حماد بن شاکر کا نسخہ ہے اور تیسرا یہ عجیب بات ہے کہ علاوہ حنفی ہونے کے وہ ہندوستانی بھی ہیں یعنی علامہ صغانی کا نسخہ حضرت مولانا انورشاہ کاشمیری اپنی املائی شرح میں اسی ہندوستانی عالم کے نسخہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

وھو اولاھا باعتبار عندی لانہ یقول انہ نقلھا من النسخۃ التی قرأت علی البخاری	بخاری کے تمام نسخوں میں میرے نزدیک سب سے بہتر یہی ہندوستانی نسخہ ہے کیونکہ اس میں (صغانی) نے دعویٰ کیا ہے کہ انھوں نے جس نسخہ سے اپنی کتاب نقل کی تھی وہ خود بخاری پر پڑھا گیا تھا۔

ظاہر ہے کہ خود مصنف کے سامنے جو کتاب پڑھی گئی اور اس سے جو نسخہ نقل کیا گیا اعتماد میں اسی کو سب پر ترجیح ہونی چاہیئے اور ہمارے ہندوستان کی یہ کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ کتاب اللہ کے بعد مسلمانوں میں سب سے زیادہ اہم جو کتاب سمجھی جاتی ہے اس کا اصح ترین نسخہ ہندی نسخہ ہے،

آخر میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ امام بخاری سے (۹۰) ہزار آدمیوں نے یہ کتاب سنی تھی۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تمت بالخیر

تبصرے

باغی ہندوستان (الثورۃ الہندیہ) تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ ضخامت تقریباً پانچ سو صفحات۔ کتابت وطباعت عمدہ۔ قیمت مجلد پانچ روپیہ۔ پتہ:- مدینہ بک ایجنسی بجنور (یو۔پی)

مولانا فضل حق خیرآبادی المتوفی ۱۲۷۸ھ انیسویں صدی کے مشہور عالم و فاضل تھے۔ خانوادۂ خیرآباد کی روایتی خصوصیات کے مطابق اگرچہ آپ کا خاص فن منطق و فلسفہ تھا چنانچہ قاضی مبارک پر آپ کا حاشیہ اس کا بین ثبوت ہے تاہم معقولات کے ساتھ منقولات میں بھی بڑا درک رکھتے تھے حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگرد تھے عام طور پر منطق اور ادب میں تضاد پایا جاتا ہے لیکن مولانا جتنے بڑے منطقی تھے اتنے ہی بلند پایہ عربی زبان کے ادیب بھی تھے مولانا ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جن کو دولت علم اور نعمت امارت وثروت دونوں میں سے حصہ وافر ملتا ہے۔ امارت وثروت کی وجہ سے زندگی بڑے عیش و آرام اور تمکنت و وقار سے بسر کرتے تھے لیکن علم وفضل اور حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ سے علمی نسبت رکھنے کے باعث قومی حمیت و خودداری اور اسلامی غیرت و جوش کا یہ عالم تھا کہ ۱۸۵۷ء میں جب انگریزی فوج کی طاقت سے مرعوب ہو کر دہلی کے بعض عمائد جنگ کے معاملہ میں نہ صرف پست ہمت بلکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے بھی خواہ اور معاون بن گئے تو روہیلوں کے سردار جنرل بخت خاں نے مولانا فضل حق سے مشورہ کیا اور اس کے بعد